سپریم کورٹ رپوٹس۔[2003]۔ایس ۔یو ۔پی ۔پی۔3۔ایس۔سی۔آر

نیشنل ہائیوے اتھارٹی آف انڈیا
بنام
ایم/ایس گنگا انٹرپرائزز اور دیگر

28اگست2003

[ایس۔این۔ویوااورایچ۔کے۔سیما،جسٹسز]

معاہدہ:

ٹینڈر-بولی کی ضمانت کی ضبطی-بولی دہندگان کو بولی کی ضمانت اور کارکردگی کی ضمانت فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے-اگر بولی دہندہ بولی کی میعاد کی مدت کے دوران اپنی بولی واپس لے لیتا ہے تو بولی کی ضمانت ضبط کر لی جائے گی-جواب دہندہ نے اپنی بولی/پیشکش دی اور بولی کی ضمانت کے لیے بینک گارنٹی پیش کی-بعد میں، جب وہ سب سے زیادہ بولی لگانے والا بن گیا تو، بولی کی میعاد تاریخ انقضا ہونے سے پہلے اپنی بولی واپس لے لی-اپیل کنندہ نے بینک گارنٹی کو نقدی میں لے لیا-عدالت عالیہ کی طرف سے اجازت شدہ زر بیعانہ واپسی کے لیے جواب دہندہ کی طرف سے عرضی درخواست-منعقد کی گئی، بینک گارنٹی کی درخواست کرکے اور/یا بولی کی ضمانت کو نافذ کر کے، کوئی قانونی حق، مشق نہیں ہے۔کنٹریکٹ میں کوئی ایسی اصطلاح نہیں ہے جو کنٹریکٹ ایکٹ کی شقیں منافی ہو-کنٹریکٹ ایکٹ صرف یہ فراہم کرتا ہے کہ کوئی شخص اپنی پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اسے واپس لے سکتا ہے-لیکن کسی پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اسے واپس لینا، کسی خاص مقصد کے لیے دی گئی بقایا/ضمانت کی رقم کو ضبط کرنے سے بالکل مختلف پہلو ہے-کسی شخص کو اپنی پیشکش واپس لینے کا حق ہو سکتا ہے لیکن اگر اس نے اس شرط پر اپنی پیشکش کی ہے کہ معاہدہ نہ کرنے کی وجہ سے کچھ بقایا رقم ضبط کر لی جائے گی یا اگر کوئی کام انجام نہیں دیا گیا تو پھر بھی اسے اپنی پیشکش واپس لینے کا حق ہو سکتا ہے۔پیشکش میں، اسے یہ دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ اسے مخلص/ضمانت واپس کی جائے-اس طرح کی مخلص/ضمانت کی ضبطی، کسی بھی طرح سے، کنٹریکٹ ایکٹ کے تحت کسی بھی قانونی حق کو متاثر نہیں کرتی ہے-اس طرح کی مخلص/ضمانت دی جاتی ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کے

لیے لی جاتی ہے کہ معاہدہ وجود میں آئے-سرکاری معاہدوں میں، ایسی اصطلاح ہمیشہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے شامل کی جاتی ہے کہ صرف ایک حقیقی فریق بولی لگاتا ہے۔

کنٹریکٹ-کنٹریکٹ آف گارنٹی-ٹینڈر-بینک گارنٹی کے ذریعے بولی کی ضمانت-بولی کی میعاد کی مدت کے دوران بولی واپس لینے پر ضبط کرنا-گارنٹی کا معاہدہ اپنے آپ میں ایک مکمل اور الگ معاہدہ ہے-" آن ڈیمانڈ بینک گارنٹی" کے نفاذ سے متعلق قانون بہت واضح ہے-اگر نفاذ گارنٹی کے لحاظ سے ہے، تو عدالتوں کو بینک گارنٹی کے نفاذ میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے-جب درخواست بینک گارنٹی کے لحاظ سے ہو تو کسی بنیادی معاہدے کا وجود یا عدم وجود غیر متعلقہ ہو جاتا ہے-بینک گارنٹی میں یہ شرط عائد کی جاتی ہے کہ اگر بولی 120 دن کے اندر واپس لے لی گئی تھی یا اگر کارکردگی سیکیورٹی نہیں تھی۔ دی گئی یا اگر کسی معاہدے پر دستخط نہیں ہوئے تو ضمانت نافذ کی جا سکتی تھی-بینک گارنٹی نافذ کی گئی تھی کیونکہ بولی 120 دنوں کے اندر واپس لے لی گئی تھی-اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ بینک گارنٹی کی درخواست بینک گارنٹی کی شرائط کے خلاف تھی-اگر گارنٹی صحیح طریقے سے لگائی گئی تھی، تو رقم کی واپسی کی ہدایت کا کوئی سوال ہی نہیں تھا-بینک گارنٹی-مداخلت کرنے کا عدالت کا اختیار۔

آئین منعقد 1950:

آرٹیکل 226 اور 299-کنٹریکچوئل تنازعات-عرضی درخواست-ٹینڈر کو برقرار رکھنا-بولی کی ضمانت کو ضبط کرنا-عدالت عالیہ کی طرف سے اجازت دی گئی رقم کی واپسی کے لیے عرضی درخواست-منعقد، معاہدوں سے متعلق تنازعات کو آرٹیکل 226 کے تحت مشتعل نہیں کیا جا سکتا-اس معاملے میں تنازعہ پیشکش کی شرائط سے متعلق تھا-اس طرح یہ ایک معاہدہ تنازعہ تھا جس کے سلسلے میں ایک رٹ عدالت مناسب فورم نہیں تھی۔

کیرالہ اسٹیٹ الیکٹرسٹی بورڈ بنام کورین ای کلاتھل، [2000] 6 ایس سی سی 293؛ اسٹیٹ آف یو پی بنام برج اینڈ روف کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ [1996] 6 ایس سی سی 22 اور بی ڈی اے بنام اجے پال سنگھ، [1989] 2 ایس سی سی 116، پر انحصار کیا۔

ویریگا مٹو نوین بنام حکومت اے پی [2001] 8 ایس سی سی 344 اور ہرمیندر سنگھ اروڑا بنام یونین آف انڈیا، [1986] 3 ایس سی سی 247، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :1999 کی دیوانی اپیل نمبر 4123۔

1998 کے سی ڈبلیو پی نمبر 739 میں دہلی عدالت عالیہ کے مورخہ 30.10.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

مکل روہتگی، راجو راچمند رن، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، دشینت دیو، سنجیو سچد یوا اور محترمہ پریا پوری، مسز نرنجن سنگھ، مسز انیل کٹیار، لکشمی رمن سنگھ، کمل موہن گپتا، مسز ریتا چودھری، منیش کمار اور سنیل کمار جین نے شرکت کی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

یہ اپیل دہلی عدالت عالیہ کے 30 اکتوبر 1998 کے فیصلے کے خلاف ہے۔

مختصر بیان میں، حقائق اس طرح ہیں:

اپیل کنندہ نے راجستھان سے گزرنے والی شاہراہ کے ایک حصے ذریعے ٹول کی وصولی کے لیے ٹینڈر طلب کرتے ہوئے ٹینڈر نوٹس جاری کیا۔ بولی جمع کرانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 1997 تھی۔ یہ بھی فراہم کیا گیا کہ ٹول پلازہ اتھارٹی کے ذریعے مکمل کیے جائیں گے اور منتخب ادارہ کے حوالے کیے جائیں گے۔ دو قسم کی ضمانتیں پیش کی جانی تھیں، ایک 50 لاکھ روپے (صرف پچاس لاکھ روپے) کی رقم میں بولی کی ضمانت تھی۔ دوسرا 2 کروڑ روپے (صرف دو کروڑ روپے) کی بینک گارنٹی کے ذریعے پر کارکردگی کی ضمانت تھی۔ شق 1.1 سے 8 بولی کی ضمانت سے متعلق ہیں۔ وہ اس طرح پڑھتے ہیں:-

"7۔ بولی کی ضمانت۔

7.1۔ بولی لگانے والا اپنی بولی کے ایک حصے کے طور پر 50 لاکھ روپے (صرف پچاس لاکھ روپے) کی رقم میں بولی کی ضمانت، یا آزادانہ طور پر بدلنے والی کرنسی میں مساوی رقم پیش کرے گا۔ بولی کی ضمانت، بولی لگانے والے کی رائے پر، بھارت میں واقع بینک سے بینک ڈراف، یا گارنٹی کی شکل میں ہوگی۔ بینک گارنٹی بولی کی

ضمانت کے لیے بینک گارنٹی کی شکل میں ہوگی جو بولی جمع کرانے کی آخری تاریخ کے 150 دن بعد درست ہوگی۔

7.2۔قابل قبول بولی کی ضمانت کے ساتھ نہ ہونے والی بولی کو نیشنل ہائی ویز اتھارٹی آف انڈیا غیر ذمہ دار قرار دیتے ہوئے مسترد کردے گی۔

7.3۔ناکام بولی دہندگان کی بولی کی ضمانت نیشنل ہائی ویز اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعے جتنی جلدی ممکن ہو واپس کی جائے گی لیکن بولی کی میعاد ختم ہونے کے 30 دن بعد نہیں۔

7.4۔کامیاب بولی لگانے والے کی بولی کی ضمانت نیشنل ہائی ویز اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعے بولی لگانے والے کے مطلوبہ کارکردگی سیکیورٹی فراہم کرنے کے فوراً بعد واپس کردی جائے گی۔

7.5۔بولی کی ضمانت ضبط کی جاسکتی ہے:

(a)اگر بولی لگانے والا بولی کی میعاد کی مدت کے دوران اپنی بولی واپس لے لے؛یا

(b)اگر کامیاب بولی لگانے والا مقررہ مدت کے اندر ناکام ہوجاتا ہے

(i)مطلوبہ کارکردگی کا تحفظ فراہم کریں؛اور

(ii)معاہدے پر دستخط کریں۔

8۔بولی کی میعاد۔

بولی جمع کرانے کی آخری تاریخ کے بعد 120 دنوں کی مدت کے لیے بولی درست رہے گی۔

اس طرح، یہ دیکھنا ہے کہ 50 لاکھ روپے کی بولی سیکیورٹی معاہدے کی کارکردگی کے لیے نہیں تھی۔بنیادی طور پر یہ یقینی بنانا ضروری تھا کہ بولی لگانے والے نے بولی کی میعاد کی مدت کے دوران اپنی بولی واپس نہ لی ہو اور/یا قبولیت کے بعد کارکردگی کی ضمانت فراہم کی جائے اور معاہدے پر دستخط کیے جائیں۔دیگر شرائط ٹول کی وصولی کے

متوقع معاہدے سے متعلق تھیں۔ واضح رہے کہ بولی کی میعاد کی مدت 120 دن تھی۔

اس ٹینڈر دستاویز کے لحاظ سے مدعا علیہ نے اپنی بولی یا پیشکش کی۔ پیشکش/ بولی ٹینڈر کے لحاظ سے تھی اور اس طرح یہ بھی دو حصوں میں تھی۔ پہلا حصہ ایک پیشکش ہے کہ بولی کی میعاد کی مدت کے دوران بولی واپس نہیں لی جائے گی اور/ یا یہ کہ قبولیت پر کارکردگی کی ضمانت فراہم کی جائے گی اور معاہدے پر دستخط کیے جائیں گے۔ پیشکش کا دوسرا حصہ ٹول کی وصولی کے معاہدے کی کارکردگی سے متعلق شرائط وضوابط سے متعلق تھا، اگر پیشکش قبول کر لی گئی تھی۔ کارکردگی (پیشکش کے پہلے حصے کی) کے لیے مخلصانہ/ ضمانت کے طور پر مدعا علیہ نے اپنی بولی کے ساتھ بولی کی ضمانت کے طور پر 50 لاکھ روپے کی رقم میں بینک گارنٹی پیش کی۔ پیش کی گئی بینک گارنٹی ایک "آن ڈیمانڈ گارنٹی" تھی جس میں خاص طور پر یہ شرط رکھی گئی تھی کہ بینک گارنٹی کو "آن ڈیمانڈ" نافذ کیا جاسکتا ہے اگر بولی لگانے والا بولی کی میعاد کی مدت کے دوران اپنی بولی واپس لے لیتا ہے یا اگر بولی لگانے والا، اپنی بولیوں کی قبولیت کے بارے میں مطلع ہونے کے بعد، کارکردگی کی ضمانت فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے یا معاہدے پر دستخط کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ بینک کی رقم؟ بینک کو تحریری مطالبے پر بغیر کسی اعراض کے ضمانت کی ادائیگی کرنی تھی جس میں صرف یہ کہا گیا تھا کہ ان میں سے ایک شرط پوری ہو چکی ہے۔ جس لمحے بینک گارنٹی دی گئی اور اپیل گزاروں نے اسے قبول کر لیا، بولی کی ضمانت سے متعلق پیشکش کا پہلا حصہ قبول کر لیا گیا۔ یقیناً، اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ٹول اکٹھا کرنے کے کام کے سلسلے میں ایک مسابقتی معاہدہ وجود میں آیا تھا۔

یہ ایک تسلیم شدہ حیثیت ہے کہ 120 دن 28 نومبر 1997 کے اختتام پر پہنچ چکے ہوں گے۔ اگست میں تکنیکی بولیاں کھولی گئیں۔ ستمبر میں مالیاتی بولیاں کھولی گئیں، جس میں یہ پایا گیا کہ مدعا علیہ سب سے زیادہ بولی لگانے والا تھا۔

20 نومبر 1997 کو مدعا علیہ نے اپنی بولی واپس لے لی یعنی اس نے 120 دن کی میعاد تاریخ انقضا ہونے سے پہلے اپنی بولی واپس لے لی۔ 21 نومبر 1997 کو اپیل گزاروں نے مدعا علیہ کی پیشکش قبول کر لی۔ تاہم، چونکہ مدعا علیہ نے اپنی بولی واپس لے لی تھی، کارکردگی کی ضمانت فراہم نہیں کی گئی تھی اور معاہدہ نہیں کیا گیا تھا۔ اپیل گزاروں نے اس طرح 50 لاکھ روپے کی بینک گارنٹی کو نقدی میں ڈال دیا۔

اس کے بعد مدعا علیہ نے رقم کی واپسی کے لیے عدالت عالیہ عرضی درخواست دائر کی۔ اس کے سامنے کی

درخواستوں پر، عدالت عالیہ نے دو سوالات اٹھائے یعنی (a) کیا ضمانتی رقم کی ضبطی قانون کے اختیار کے بغیر اور فریقین کے درمیان کسی پابند معاہدے کے بغیر ہے اور کنٹریکٹ ایکٹ کے دفعہ 5 کے منافی بھی ہے اور (b) کیا عرضی درخواست معاہدے کی خلاف ورزی سے پیدا ہونے والے دعوے میں قابل قبول ہے۔ سوال (b) کا جواب پہلے دیا جانا چاہیے تھا کیونکہ یہ معاملے کی جڑ تک جاتا۔ اس کے بجائے عدالت عالیہ نے سوال (a) پر غور کیا اور پھر سوال (b) کا جواب نہ دینے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے خیال میں سوال (b) کا جواب واضح ہے۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ معاہدوں سے متعلق تنازعات کو آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت مشتعل نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کیرالہ اسٹیٹ الیکٹرسٹی بورڈ بنام کورین ای کلاتھل کے معاملات میں منعقد کیا گیا ہے جو [2000] 6 ایس سی سی 293، اسٹیٹ آف یو پی بنام برج اینڈ روف کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ (1996) 6 ایس سی سی 22 اور بی ڈی اے بنام اجے پال سنگھ (1989) 2 ایس سی سی 116 میں رپورٹ کیا گیا تھا۔ یہ طے شدہ قانون ہے۔ اس معاملے میں تنازعہ پیشکش کی شرائط سے متعلق تھا۔ اس طرح وہ معاہدے کے تنازعات تھے جن کے سلسلے میں ایک تحریری عدالت مناسب فورم نہیں تھی۔ تاہم مسٹر دیونے ویریگا مٹونوین بنام حکومت اے پی کے مقدمات پر انحصار کیا جو [2001] 8 ایس سی سی 344 میں رپورٹ ہوئے اور ہرمیندر سنگھ اروڑا بنام یونین آف انڈیا نے [1986] 3 ایس سی سی 247 میں رپورٹ کیے۔ تاہم یہ ایسے معاملات ہیں جہاں تحریری عدالت کسی قانونی حق یا فرض کو نافذ کر رہی تھی۔ ان مقدمات میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ تحریری عدالت صرف معاہدے کے معاملے میں مداخلت کر سکتی ہے۔ اس طرح استقامت کی بنیاد پر عرضی کو خارج کر دیا جانا چاہیے تھا۔

متنازعہ فیصلے کے ذریعے عرضی درخواست کی اجازت دی گئی ہے۔ عدالت عالیہ کا مؤقف ہے کہ پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے ہی واپس لے لیا گیا تھا اور اس طرح کوئی مکمل معاہدہ وجود میں نہیں آیا تھا۔ عدالت عالیہ کا مؤقف ہے کہ قانون میں کسی فریق کے لیے ہمیشہ کھلا ہے کہ وہ اپنی پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اسے واپس لے لے۔ اس تجویز پر کوئی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہم نے مسٹر ڈیو کو اس تجویز کے لیے حکام کا حوالہ دینے کی اجازت نہیں دی کہ پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اسے واپس لیا جا سکتا ہے۔

تاہم، عدالت اس کے بعد مندرجہ ذیل طور پر برقرار رکھتی ہے:

" قانونی حق کا اس طرح استعمال ہونے کے بعد، ٹینڈر دستاویزات میں اس کے برعکس شق کے ذریعے لگائی گئی پابندی اور بینک گارنٹی بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ شقیں کو ختم نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی بھی شق جہاں تک اس کے

برعکس ہے وہ بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ شقیں سے متصادم ہے اور غیر فعال اور کالعدم ہے اور اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ قابل نفاذ معاہدہ حاصل کرنے کے لیے پیشکش اور غیر مشروط قبولیت ہونی چاہیے۔ جو شخص پیشکش کرتا ہے اسے قبولیت سے پہلے اسے واپس لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ جب تک پیشکش کو غیر مشروط طور پر قبول نہیں کیا جاتا یہ کوئی قانونی حق پیدا نہیں کرتا اور بولی کو کسی بھی وقت واپس لیا جا سکتا ہے۔ ایک بار جب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ فریقین کے درمیان کوئی مکمل معاہدہ نہیں ہے تو مزید کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ معاہدے کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ کوئی قانونی قاعدہ یا کوئی قانون نہیں ہے جب ضمانتی رقم کے تحت بینک گارنٹی کی شکل میں مدعا علیہ نمبر 2 کے ذریعے دعوی کیا جا سکے۔ تاہم، پوزیشن مختلف ہو سکتی ہے اگر کوئی قانونی قاعدہ ہو جس میں قانون کی طاقت ہو جس میں بولی کو اس کی قبولیت سے پہلے واپس لینے سے منع ہو۔ درخواست گزار بولی واپس لینے کا حقدار تھا کیونکہ واپسی کے خلاف ممانعت میں قانون کی طاقت نہیں ہے اور اسے اس شرط پر پابند کرنے پر کوئی غور نہیں کیا گیا تھا۔ موجودہ معاملے میں مدعا علیہ نمبر 2 کی طرف سے درخواست گزار کی طرف سے بولی واپس لینے کی تاریخ پر کوئی قبولیت نہیں تھی۔ ان حالات میں بینک گارنٹی کی درخواست اور نقدی غیر قانونی اور کالعدم ہے اور اسے الگ رکھا جا جوابدہ ہے۔"

ہمارے خیال میں، عدالت عالیہ نے اس طرح کے انعقاد میں غلطی کی۔ بینک گارنٹی کو لاگو کرنے اور/ یا بولی کی ضمانت کو نافذ کرنے سے، کوئی قانونی حق نہیں ہے، جس کے استعمال کو روکا جا رہا تھا۔ معاہدے میں ایسی کوئی اصطلاح نہیں ہے جو بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ کی شقیں منافی ہو۔ بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ صرف یہ فراہم کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کی قبولیت سے پہلے اپنی پیشکش واپس لے سکتا ہے۔ لیکن کسی پیشکش کو قبول کرنے سے پہلے اسے واپس لینا، کسی خاص مقصد کے لیے دی گئی بقایا/ ضمانت کی رقم کو ضبط کرنے سے بالکل مختلف پہلو ہے۔ کسی شخص کو اپنی پیشکش واپس لینے کا حق ہو سکتا ہے لیکن اگر اس نے اس شرط پر اپنی پیشکش کی ہے کہ معاہدہ نہ کرنے کی وجہ سے کچھ واجب الادا زر بیعانہ لی جائے گی یا اگر کوئی عمل انجام نہیں دیا جاتا ہے، تب بھی اسے اپنی پیشکش واپس لینے کا حق ہو سکتا ہے، اسے یہ دعوی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ واجب الادا رقم اسے واپس کر دی جائے۔ اس طرح کی جانکاری/ ضمانت کی ضبطی، کسی بھی طرح سے، بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ کے تحت کسی بھی قانونی حق کو متاثر نہیں کرتی ہے۔ اس طرح کی جان بوجھ کر/ ضمانت دی جاتی ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے لی جاتی ہے کہ معاہدہ وجود میں آئے۔ یہ ایک غیر معمولی صورتحال ہوگی کہ جو شخص اپنے طرز عمل سے معاہدے کے وجود میں آنے سے روکتا ہے، اسے ضبط کرنے کی اجازت نہ دے کر اپنی غلطی کا فائدہ یا فائدہ دیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ، خاص طور پر سرکاری معاہدوں میں، اس طرح کی اصطلاح ہمیشہ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے شامل کی جاتی ہے کہ صرف ایک حقیقی فریق بولی لگاتا ہے۔ اگر ایسی اصطلاح موجود نہیں تھی تو یہاں تک کہ وہ شخص جس کے پاس صلاحیت نہیں ہے یا وہ

شخص جس کا معاہدہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے وہ بھی بولی لگائے گا۔اس طرح کی شق کا پورا مقصد یعنی یہ دیکھنا کہ اگر ضبط کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تو صرف حقیقی بولیاں موصول ہوں گی۔

ایک اور وجہ ہے کہ متنازعہ فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔یہ طے شدہ قانون ہے کہ ضمانت کا معاہدہ اپنے آپ میں ایک مکمل اور علیحدہ معاہدہ ہے۔" آن ڈیمانڈ بینک گارنٹی" کے نفاذ سے متعلق قانون بہت واضح ہے۔اگر نفاذ ضمانت کے لحاظ سے ہے،تو عدالتوں کو بینک گارنٹی کے نفاذ میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔عدالت صرف اس صورت میں مداخلت کرسکتی ہے جب درخواست ضمانت کی شرائط کے خلاف ہو یا کوئی دھوکہ دہی ہو۔عدالتیں بنیادی معاہدے کی شرائط کو دیکھ کر اس کی شرائط کے مطابق " آن ڈیمانڈ گارنٹی" کی درخواست کو روک نہیں سکتی ہیں۔جب درخواست بینک گارنٹی کے لحاظ سے ہوتو کسی بنیادی معاہدے کا وجود یا عدم وجود غیر متعلقہ ہو جاتا ہے۔بینک گارنٹی میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اگر بولی 120 دنوں کے اندر واپس لے لی گئی یا کارکردگی کی ضمانت نہیں دی گئی یا اگر کسی معاہدے پر دستخط نہیں کیے گئے تو گارنٹی نافذ کی جا سکتی ہے۔بینک گارنٹی نافذ کی گئی تھی کیونکہ بولی 120 دنوں کے اندر واپس لے لی گئی تھی۔اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بینک گارنٹی کی درخواست بینک گارنٹی کی شرائط کے خلاف تھی۔اگر یہ بینک گارنٹی کے لحاظ سے تھا،تو کوئی یہ سمجھنے میں ناکام رہتا ہے کہ عدالت عالیہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ گارنٹی کی درخواست نہیں کی جا سکتی تھی۔اگر گارنٹی کو صحیح طریقے سے لاگو کیا گیا تھا،تو رقم کی واپسی کی ہدایت کا کوئی سوال ہی نہیں تھا جیسا کہ عدالت عالیہ نے کیا ہے۔

مسٹر ڈیو نے پیش کیا کہ مدعا علیہ کے پاس اپنی پیشکش واپس لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ اپیل گزاروں نے ٹول پلازہ مکمل نہیں کیے تھے۔انہوں نے نشاندہی کی کہ معاہدے کی مدت یکم اکتوبر 1997 سے 30 ستمبر 1999 تک ہونی تھی۔انہوں نے پیش کیا کہ اگرچہ معاہدہ،اگر قبول کیا جاتا ہے،تو یکم اکتوبر 1997 سے شروع ہونا تھا،اپیل گزاروں نے 20 نومبر 1997 تک پیشکش قبول نہیں کی تھی اور اس طرح مدعا علیہ کو اپنی پیشکش واپس لینی پڑی۔انہوں نے کہا کہ یہ ریکارڈ پر آیا ہے کہ ٹول پلازہ مارچ 1998 تک مکمل نہیں ہوئے تھے۔انہوں نے پیش کیا کہ مدعا علیہ کو اپیل کنندہ کی طرف سے عدم فعالیت/ لاپرواہی کی وجہ سے اپنی پیشکش واپس لینے پر مجبور کیا گیا۔انہوں نے عرض کیا کہ ان حالات میں مدعا علیہ کو اس کی جمع رقم ضبط کر کے سزا نہیں دی جانی چاہیے۔ہم اس پیشکش کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔بولی کی ضمانت ایک مخصوص ہنگامی صورتحال کو پورا کرنے کے لیے دی گئی تھی یعنی 120 دنوں کے اندر پیشکش واپس نہ لینا۔ہنگامی صورتحال پیدا ہونے کے بعد،اپیل کنندگان ضبط کرنے کے حقدار تھے۔یہ صرف اس بات کا ذکر کیا جا سکتا ہے کہ مجوزہ معاہدے میں ایک شق موجود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ

اگر اپیل گزاروں کی طرف سے تاخیر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں ٹول کی وصولی کے کام میں تاخیر ہوتی ہے، تو مدعا علیہ کی طرف سے ادا کی جانے والی رقم کو کم کر دیا جائے گا۔ اس طرح تاخیر کی وجہ سے جواب دہندہ کو تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔ جواب دہندہ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھا کہ 120 دن 28 نومبر 1997 کو ختم ہوں گے۔ اس طرح مدعا علیہ کو معلوم تھا کہ جب اس نے اپنی پیشکش کی تھی، کہ قبولیت میں 28 نومبر 1997 تک تاخیر ہو سکتی ہے۔ اس طرح 20 نومبر 1997 تک عدم قبولیت کوئی ایسی بنیاد نہیں تھی جو مدعا علیہ کی اپنی پیشکش واپس لینے کی کارروائی کا جواز پیش کرے۔

معاملے کے اس نقطہ نظر میں، متنازعہ فیصلے کو ایک طرف رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اپیل کی اجازت ہے۔ جواب دہندگان کی عرضی درخواست مسترد ہو جائے گی۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

آر۔ پی۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this
document